ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 3, (July to Sep 2022)

نسیمہ مائی
پی ایچ ڈی سکالر (سرائیکی) اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور ۔
بدر مسعود خان
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ سرائیکی، دی اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور۔
قدسیہ نیئر
لیکچرر، شعبہ سرائیکی، دی اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور ۔

سرائیکی نثری قصے کا آغاز وارتقاء

Nasim Mai
PhD Scholar in Siraiki, IUB,
Badar Masood Khan
Assistan Professor, Department of Siraiki, IUB.
Qudsia Nayyar
Lecturer, Department of Siraiki, IUB.

Emergence and Evolution of Siraiki Prosaic Stories

Folk lore plays a concrete role in the building of solid literature. Every language has its Folk lore that shows the true picture of that nation. Folk lore of Siraiki language is also based on the wisdom of Hakra culture. Hakra civilization is the neighboring of Harappa and mohanjo daro. Folk tales of subcontinent provide the pillars to the European Folk lore's. From the east to west these tales traveled in the past. Soldiers from Alexander's Army and the traders of the west brought these Folk tales From India to Europe. Siraiki tales reflects the true scenario of the society. It depicts the reflection of the people of Siraiki wasaib.

Key Words: *Hakra, Harappa, Mohanjo daro, Wasaib, Civilization, Folk Tales, Alexander, India, Europe.*

قصے کی تاریخ کا انسانی حیات سے رشتہ بہت پرانا ہے مثالی زندگی کی دلکشی اور رنگارنگی کا عکس قصے میں موجود نظر آتا ہے بنی نوع انسان کی عمرانی اور تہذیبی زندگی کے تقابل کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ قصے کہانیاں کہنا

اور سننا زمانہ قدیم سے انسانی فطرت میں شامل رہا ہے ہزاروں سال پہلے کا انسان تاریخ غاروں جنگلوں اور پہاڑوں کے دامن میں مسکن رہا ہے اس دور میں بھی وہ یقیناً قصے کہانیوں کا ایسے ہی شوقین رہا ہو گا جتنا کہ وہ آج دکھائی دیتا ہے۔ ڈاکٹر اسلم عزیز درانی لکھتے ہیں:

"قصہ سننا اور قصہ کہنا انسانی فطرت اور جبلت میں شامل ہے قصے کا وجود انسانی تخلیق کے ساتھ ہی وقوع پذیر ہوا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا جنت کی پاکیزہ فضا میں گندم کے خوشے کو توڑنا اور حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام کو جنت سے نکال کر زمین پر بھیج دینا بذات خود ایک قصہ ہے۔"(۱)

تحریر کی ابتدا ہی کسی کی تاریخ کا آغاز ہے شروع آغاز میں تحریر کیے گئے قصوں کا مطالعہ گہرائی اور وسعت نظر سے کریں تو یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ یہ قصے جس روپ میں لکھے گئے ہیں کہانی کو ایسا روپ لیتے ہوئے بھی صدیوں کا سفر طے کرنا پڑا ہو گا۔ ستنوکھ سنگھ دھیر پنجابی لوک کہانیاں میں لکھتے ہیں:

" انسان ہزاروں سالوں سے دھرتی کیہر کونے میں ان دیکھی قوتوں سیمقابلہ کرنے کیلئے جدوجہد کرتا چلا آیا ہے ہزاروں سال کی انسان کی یہ جہد مسلسل ترقی کے راستے پر رواں دواں زندگی کی کہانی ہے۔ اس تاویل اور عظیم کہانی میں لاکھوں کروڑوں واقعات پروئے گئے ہیں۔ یہ واقعات زندگی کی روح ہے ان کا سلسلہ ماضی میں کہیں دور تک پھیلا ہوا نظر آتا ہے ابتداءزندگی میں پیش آنے والے دکھ سکھ کے واقعات ہیں لوک کہانیاں ہیں۔" (۲)

قدیم ہندوستان کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اس دھرتی کے قصوں نے عالمی لوک ادب کو بہت حد تک متاثر کیا ہے تاریخ کی کتابوں میں ان کا تذکرہ موجود ہے۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں درج ہے:

"ایسی کہانیوں کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے جس میں بیان کردہ واقعات اور کہانیوں کے پلاٹ ہندوستان برصغیر پاک وہند اور آئرلینڈ میں ایک جیسے ہے اس عمل کو کیسے دیکھا جائے آیا ایجاد کے اتفاقی یکسانیت یا پھر ان کی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقلی تھی ورڈ حنیف کا خیال یہ ہے کہ جن کہانیوں کا بہت بڑا ذخیرہ ہندوستان برصغیر پاک وہند میں فراہم کیا تھا جس میں سے یورپ کی بہت سی کہانیوں کو عکس کیا گیا جرمنی کو حل کی کتاب اور انگلستان میں کلوسٹن

کی تحریروں یورپ میں مشرقی کتابوں سے اخذ کی گئی ہے لوک کہانیوں کے بارے میں بہت خوبصورتی سے وضاحت کی گئی ہے فرانس میں اور عماتاویل کو سکوٹن پوری قابلیت سے یہ خیال پیش کیا کہ یورپی لوک کہانیاں ہندوستانی لوک کا چربہ ہیں۔" (۳)

یہ حقیقت ہے کہ یورپ کی اکثر لوک کہانیاں برصغیر پاک وہند کے خطے سے کسی نہ کسی طرح ہجرت کر کے پہنچ گئی ہے دنیا کے ایسے تحقیق کار جنہوں نے لوک سے اور کہانیوں پر تحقیق کی ہے انہوں نے ان کی سوم ہندوستان کی اولیت کو بھی مانا ہے انہوں نے آنسو کی ہندوستان سے یورپ تک کہ جنت کے بارے میں بھی کھوج لگایا ہے ان کی بہت سی قوموں کے تاجر جو مشرقی ملکوں میں آتے رہے ہیں اور مقامی لوگوں سے میل جول قائم کیا وہی لوگ ہیں مشرک سے ان کہانیوں کو مغرب کی طرف لے جانے کا سبب بنے ہے۔ سٹینڈرڈ فوک لورڈ کشنری میں لکھا ہے:

"یورپ کی بہت سی کہانیاں ہندوستان برصغیر پاک وہند میں تخلیق ہوئی ہے اور یہیں سے نکل کر یورپ میں پہنچی ہے۔" (۴)

ہندوستان برصغیر پاک وہند کی آج تک دریافت ہونے والی قدیم ترین تہذیب وادی سندھ کی تہذیب ہے جدید تحقیق کے مطابق وادی ہاکڑہ وہ بنیادی اور مرکزی خطہ ہے جہاں تہذیب نے آنکھ کھولی، جو ان ہوئی ہڑپہ گڈ ویری والا اور موہنجوداڑو جیسے عظیم وقدیم تہذیب تہذیبی مراکز کی شکل میں اپنے عروج تک پہنچی۔ اس رائے کی تائید ڈاکٹر رفیق مغل ابن حنیف صدیق طاہر کی تحقیقی کاوشوں کو پیش کیا جاسکتا ہے عید تحقیق کاروں کے تحقیقی کام کو مدنظر رکھتے ہوئے بلا جھجک یہ کہا جاسکتا ہے جو قصوں کی تخلیق کی دھرتی ہاکڑہ تمدن سرائیکی وسیب ہے۔ ڈاکٹر مہر عبدالحق کے مطابق:

"ہماری لوک کہانیوں میں وہ سب کچھ موجود ہے جو کسی بھی زبان کے لوگ ادب میں ہونا چاہیے ان کے طنز ومزاح بھی ہے سنجیدہ اور فکر انگیز مضامین بھی ہے ڈرامائی اونچ نیچ بھی ہے اور زبان وبیان کی لطافت بھی موجود ہے۔ کس صوبے فطرتی منظر نگاری بھی عیاں ہے کہ ہے اور آنسو بھی موجود ہے پھر بھی ان قصوں میں جو امتیاز اور خوبی جو سب سے نمایاں ہے وہ

ان کا مقامی رنگ ہے مقامی رسم ورواج آمیزی نے ان کہانیوں کو اور بھی خوشنما بنا دیا ہے۔"(۵)

سرائیکی لوک سے پہلے پہل منظوم اور نثری داستانوں میں بیان کیا گیا ہے مولوی لطف علی بہاولپوری کا قصہ سیف الملوک اپنی جداگانہ شناخت رکھتا ہے لوک قصہ ایک نسل سے دوسری نسل تک زبانی کلامی بھی پہنچ جاتا ہے۔ بنیادی طور پر اس کا مزاج بہت دلکش اور حسین ہوتا ہے قصہ گو اپنی یاداشت کے بل بوتے پر قصہ سناتا ہے لوگ اس سے میں اس معاشرے کا پورا عکس نمایاں ہوتا ہے۔ دلشاد کلانچوی لکھتے ہیں:

" سرائیکی کہانیاں ہماری دھرتی کے قصے ہیں، ہمارے جذبات، احساسات، ولولے اور لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ ہماری تہذیب و ثقافت اور رسم و ریتو کی کہانیاں ہے سرائیکی خطے کی صحیح اور سچی ترجمان ہیں۔" (۶)

سرائیکی لوک ادب میں مضبوط حوالہ لوگ قصے کا ہے جو ہمیں اپنی دھرتی سے محبت اور پیار کرنے کا درس دیتا ہے۔ ہمارے قصے کہانیاں ہماری شعری صلاحیت ثقافت تہذیب و تمدن رسم و ریتو اور جغرافیہ کو بیان کرتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں انسان کے پاس روزمرہ زندگی کے بیانیے کے اور کچھ نہ تھا اس لئے اس کی کوئی بھی بات قصہ بن داخلی تاثر کی لطافت اور شدت اظہار سے خالی نہ رہ سکی اپنی بات دوسروں کو سنانا انسانی فطرت کا خاصہ رہا ہے۔ کامیاب اظہاری کوشش اور شدت جذبات نے اس سے پوچھا سردار بنا دیا جو روح کی بالیدگی کا سبب بنا۔ انسان کی ابتدائی کہانی کا تعلق کہیں نہ کہیں جگ ہستی یا آپ بیتی کے ساتھ تھا اس لیے اسے قصے کے علاوہ کوئی دوسرا نام نہیں دیا جا سکتا یہ قصہ خواہ عشقیہ رہے ہو یا رضمیہ ان کا تعلق دیوی دیوتاوں سے رہا ہو یا سے و شکار سے جڑے ہوں یہ مذہبی عقائد کی تخلیق رہے ہوں یا انسانی شعبوں کی طفولیت کی پیداوار ہوں بہر حال کہانی کے عنصر سے خالی نہ تھے جیسے جیسے انسانی شعور اور قوت متخلیہ میں پختگی آئی اور فنی احساس نے راہنمائی کی یہ بھی آگیا جب اہل علم و بصیرت خاندان کو قبولیت اور داستانوں کا نام دے دیا۔ اس لحظ سے قصے انسانی ذہن کی فنی تخلیقات کے سلسلے میں اولیت رکھتے ہیں۔ وقار عظیم لکھتے ہیں:

"افسانہ دنیا میں تمام فنون لطیفہ سے پہلے وجود میں آیا اور انسان نے سب سے پہلے اس کو اپنی دلچسپی کا سب سے عزیز مشغلہ سمجھنا شروع کیا۔" (۷)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 3, (July to Sep 2022)

اس بات کی تائید میں ڈاکٹر سجاد حیدر پرویز لکھتے ہیں۔

"سرائیکی ادب میں افسانہ کہانی، قصے کے راستے داخل ہوا ہے۔" (۸)

ناول نے افسانے سے وجود پایا ہے اور افسانہ قصے کی بدولت وجود میں آیا ہے۔ ناول کو قدیم افسانے کی ترقی یافتہ شغل کہا جاتا ہے۔ اے، جی، ایچ مور کے بقول:

"قصہ کوئی انسان کا قدیم ترین مشغلہ ہے اور یہ وہ جذبہ ہے جو قلب انسانی میں مستحکم طور پر جگہ بنا لیتا ہے۔ ابھی مورتیں بنانے والوں کے ہاتھ پتھر کی چٹانوں سے بھدی شکل بنانے کے قابل بھی نہ ہوئے تھے مگر اس کی قابلیت کی نشو و نما ہو چکی تھی قدیم ترین نظمیں در حقیقت قصے کے لباس میں دنیا کے سامنے پیش کی گئی ہیں" (۹)

قصے کی ابتداء اس وقت ہوئی جب انسان نے اپنے قدموں پر کھڑا ہونا سیکھا اس سے قبل وہ لوری سے آشنا تھا قصے کہانیوں نے اسے انسان دوسرے انسان کا شناسا ہوا اور یوں ایک سماج کی تشکیل ہوئی چلی گئی انسان فکری بلوغت سے روشناس ہوا لوک قصے کی بدولت ہی انسانی زندگی میں چہل پہل، رونق اور تروتازگی تے وجود پایا۔ انسان اپنے ماضی، حال اور یہاں تک کے مستقبل کے حالات تک رسائی حاصل کر سکا، قصے نے جدید سماجی علوم کی پرورش کی اور یوں معاشرے کو مدلل سچائی میسر آئی۔

حوالہ جات

۱۔ ابن حنیف، دنیا کا قدیم ترین ادب، جلد دوم، ملتان: بیکن پبلی کیشنز، ۱۹۸۷ء، ص:۱۴۱۔
۲۔ ایضاً، ص:۲۴۲۔
۳۔ مبارک علی، ڈاکٹر، تہذیب کی کہانی پتھر کا زمانہ، لاہور: ایکشن ایڈ انٹر نیشنل، ۲۰۰۶، ص:۲۰۔
۴۔ مبارک علی، ڈاکٹر، تاریخ اور عورت، لاہور: تاریخ پبلی کیشنز، ۲۰۱۴، ص:۱۱۔
۵۔ ایضاً، ص:۱۳۔
۶۔ ایضاً، ص:۲۱۔
۷۔ میر وارث، پروفیسر، کیا عورت آدھی ہے، لاہور: شرکت پرنٹنگ پریس، ۱۹۸۱، ص:۸۸۔
۸۔ ایضاً، ص:۸۹۔
۹۔ ناہید کشور، عورت زبان خلق سے زبان حال تک، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۰، ص:۲۸۔